19

ہمیں آنے والے حالات کے لئے ابھی سے تیاری کرنی چاہیے

(فرمودہ 11 راگست 1950ء بمقام ناصر آباد سندھ)

(غیر مطبوعہ)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''بیماری اور سفر کی کوفت کی وجہ سے میں آج دونوں نمازیں اکٹھی پڑھاؤں گا پہلے جمعہ کی نماز ہو گی اور پھر ساتھ ہی عصر کی نماز پڑھا دی جائے گی۔ خطبہ بھی میں زیادہ نہیں دے سکتا کیونکہ ابھی پاؤں کی ایسی حالت ہے کہ میں کھڑا نہیں ہو سکتا گو پہلے سے افاقہ ہے لیکن پھر بھی کھڑے ہونے سے تکلیف بڑھ جانے کا اندیشہ ہے۔ اس کے علاوہ رستہ میں شاید ہوا لگنے سے کھانسی کی شکایت بھی پیدا ہو گئی ہے جس کی وجہ سے زیادہ دیر بولنا میرے لئے مشکل ہے۔

میں جماعت کو پہلے بھی توجہ دلا چکا ہوں اور اب پھر یہاں کے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ یہ مقام جس جگہ پر وہ آ کر بسے ہیں اپنے اندر بہت زیادہ نزاکت اور اہمیت رکھتا ہے۔ یہاں سے بارڈر بالکل قریب ہے۔ جب پچھلی دفعہ میں یہاں سے گیا اُس وقت لڑائی بالکل تیار کھڑی تھی۔ ہم جب موٹروں میں رات کو گزرے تو ہم نے دیکھا کہ پاکستانی فوج رات کی تاریکی میں آہستہ آہستہ بارڈر کی طرف بڑھ رہی تھی اور جب ہم پنجاب پہنچے تو معلوم ہوا کہ سیالکوٹ اور لاہور کے علاقہ میں تمام پاکستانی فوج اپنے مورچے سنبھال چکی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل کر دیا اور اس نے دونوں ملکوں کے وزرائے اعظم کو اِس بات کی توفیق عطا فرما دی کہ وہ آپس میں مل کر بیٹھیں اور ایسی تدابیر اختیار کریں جن سے فتنہ وفساد کی آگ مشتعل نہ ہو۔ چنانچہ نواب زادہ لیاقت علی خان صاحب اور پنڈت نہرو کا آپس میں سمجھوتہ ہوا

اور انہوں نے ایک معاہدہ کیا جس کے رو سے وہ اشتعال انگیز امور جو فساد کا موجب بنے ہوئے تھے اُن کی بہت کچھ اصلاح ہوگئی اور طبائع میں جو جوش پایا جاتا تھا وہ کم ہوگیا۔ ادھر دونوں حکومتوں نے بھی پورا تہیّا کرلیا کہ وہ اختلافی مسائل کو باہمی سمجھوتہ سے طے کرنے کی کوشش کریں گی اور فسادوں کو بڑھنے نہیں دیں گی نتیجہ یہ ہوا کہ لڑائی رُک گئی۔ ورنہ اگر لڑائی ہو جاتی تو چند میل کے فاصلہ پر آپ لوگ بیٹھے ہیں اگر چند میل دشمن آگے بڑھ آتا تو وہی نظارے اور وہی باتیں آپ کو بھی نظر آتیں جو مشرقی پنجاب میں کچھ لوگ دیکھ چکے ہیں اور باقی لوگوں نے سنی ہوں گی۔ لیکن انسان کی عادت ہے کہ وہ امن میسر آنے پر غافل ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ منافقوں کی یہ علامت بیان فرماتا ہے کہ جب اُنہیں روشنی نظر آتی ہے وہ کام کرنے لگ جاتے ہیں اور جب تاریکی ہو جاتی ہے تو وہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ 1 لیکن یہ تو ایک عام جدوجہد کے متعلق قانون ہے کہ جب سہولت اور آرام کا وقت ہوتا ہے لوگ ایک دوسرے کا ساتھ دیتے ہیں، آپس کے تعلقات کو قائم رکھتے ہیں بلکہ ان تعلقات کو بڑھانے کے لئے سو سو تدبیریں اختیار کرتے ہیں۔ اور جب انہیں تکلیف نظر آتی ہے یا وہ محسوس کرتے ہیں کہ اب ہمیں تعلقات رکھنے سے کسی فائدہ کی امید نہیں ہوسکتی تو وہ پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ لیکن وہ خاص جدوجہد جو فتنہ و فساد کے اوقات میں کی جاتی ہے اُس کے متعلق ہمیں عام طور پر یہی نظر آتا ہے کہ جب امن ہو لوگ غافل ہو جاتے ہیں اور جب خوف اور فتنہ و فساد کا وقت ہو تو اُٹھ کر تیاری کرنے لگ جاتے ہیں۔ مگر نہ وہ تیاری کسی کام کی ہوتی ہے اور نہ امن کسی مَصرف کا ہوتا ہے اس لئے کہ جو امن ہوشیاری اور قربانی کی روح سے خالی ہوتا ہے وہ امن نہیں بلکہ موت کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ اگر کوئی قوم سہولت اور امن کے دنوں میں سو جاتی ہے اور کہتی ہے مجھے آرام کرنے دو وہ دوسرے الفاظ میں دشمن کو یہ دعوت دیتی ہے کہ آؤ اور میرے ملک پر قبضہ کرلو میں لڑنے کے لئے تیار نہیں۔ ایسے آدمی جب فساد شروع ہوتا ہے تو سب سے زیادہ گھبراتے ہیں اور وہی سونے والے سب سے زیادہ بھاگنے والے ہوتے ہیں کیونکہ انہوں نے کوئی تیاری نہیں کی ہوتی۔ پس ایسے آدمیوں کو جو دشمن کے بالکل قریب رہتے ہوں اور پھر خصوصاً ایسی جماعت کو جو چاروں طرف سے دشمنوں میں گھری ہوئی ہو ہر وقت تیار رہنا چاہئے اور اپنے اندر بیداری کی روح پیدا کرنی چاہیے۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ایک فضل ہے کہ پاکستان میں اِس وقت مسلمانوں کی اپنی حکومت ہے اور وہ

چاہتی ہے کہ لوگ اسلحہ کا استعمال سیکھیں۔ گو ابھی یہاں اُتنی آزادی نہیں جتنی یورپین حکومتوں میں ہے۔ وہ بہت زیادہ اسلحہ دیتی ہیں اور بہت زیادہ اُن کا استعمال لوگوں کو سکھاتی ہیں۔ ہماری حکومت ابھی ڈرتی ہے کہ اگر لوگوں کے پاس اسلحہ چلا گیا تو ممکن ہے فساد ہو جائے یا کسی وقت وہ بغاوت کر دیں۔ پس بے شک ابھی اِس میں کمزوریاں پائی جاتی ہیں لیکن بہر حال وہ پہلے سے زیادہ ہتھیار دیتی ہے اور خواہش رکھتی ہے کہ لوگ نیشنل گارڈز وغیرہ میں بھرتی ہو کر فوجی فنون سیکھیں اور موقع آنے پر لڑ سکیں۔ دوسرے لوگ اگر اِس میں غفلت کرتے ہیں تو کریں کیونکہ وہ نادان اور جاہل ہیں لیکن ہماری جماعت بوجہ دین کو سمجھنے اور روحانیت سے حصہ رکھنے کے خدا تعالیٰ کے فضل سے عالم ہے اور اسے ان چیزوں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہیے۔

پھر علاوہ ان امور کے ہمیں یہ بات بھی مدنظر رکھنی چاہیے کہ حکومتِ پاکستان ایک نئی حکومت ہے جو دشمنوں سے گھِری ہوئی ہے۔ گو اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل نازل کر کے خطرہ کو کم کر دیا ہے لیکن ابھی پوری طرح خطرہ دور نہیں ہوا۔ جب تک کشمیر کا مسئلہ حل نہ ہو جائے اور جب تک افغانستان سے صلح نہ ہو جائے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ دونوں ملکوں کے وزرائے اعظم کے درمیان جو سمجھوتہ ہوا ہے وہ پورے اطمینان کا موجب ہے۔ لیکن فرض کرو یہ سمجھوتہ پورے اطمینان کا موجب ہو جاتا ہے تو پھر بھی ہمارے حالات وہ نہیں جو دوسروں کے ہیں۔ اگر کشمیر کا مسئلہ صحیح طور پر حل ہو جائے، اگر افغانستان اور پاکستان میں صلح ہو جائے، اگر پاکستان اور ہندوستان کے اختلافات سب ختم ہو جائیں تب بھی ہمارا ایک تیسرا دشمن موجود ہے اور وہ ہمارا بھائی، ہمارا ہمسایہ اور ہمارا رشتہ دار ہے۔ جس کا سوائے اِس کے ہم نے کوئی قصور نہیں کیا کہ ہم نے خدا تعالیٰ کے پیغام کو مان لیا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ مومنوں کے متعلق فرماتا ہے کہ دشمن کی نگاہ میں اُن کا صرف ایک ہی قصور ہے اور وہ یہ کہ انہوں نے کہا اللہ ہمارا رب ہے2۔ پس جو قصور صحابہؓ کا تھا وہی ہمارا ہے۔ انہوں نے بھی کہا تھا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور اس کے سوا ہم کسی اَور کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اور ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ اللہ ہمارا رب ہے اور ہم کسی اَور کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ گو ہم میں اور ان میں اِتنا فرق ضرور ہے کہ صحابہؓ نے جو کچھ کہا اُس پر انہوں نے عمل کر کے دکھا دیا لیکن ہم نے کہا تو وہی کچھ ہے جو صحابہؓ کہتے تھے مگر ابھی ہم میں بعض ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو دوسروں کو اپنا رب سمجھنے لگ جاتے ہیں اور اُن سے ڈر جاتے ہیں۔ یا رشتہ داریوں کا سوال

آ جائے تو گھبرا جاتے ہیں۔ اِس طرح وہ قسم قسم کی تکالیف اور مصائب جو مومنوں پر آتی ہیں اور جن سے اُنہیں گھبرانا نہیں چاہیے وہ ان کے پاؤں میں لغزش پیدا کر دیتی ہیں۔ پس ہم میں اور اُن میں یہ فرق ہے کہ انہوں نے جو کچھ کہا اُسے انہوں نے سو فیصدی پورا کر دیا سوائے منافقوں کے کہ وہ ہر جماعت میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن ہم نے جو کچھ کہا اُسے ہم نے سو فیصدی پورا نہیں کیا۔ بہرحال جو صحابہؓ کے حالات تھے وہی ہمارے حالات ہیں۔ ہم نے بھی ایک سچائی کو قبول کیا ہے اور اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیا ہے کہ ہم اس پر قائم رہیں گے اور دشمن سے ڈریں گے نہیں۔ اس لئے ہمارا وہ رشتہ دار اور دوست اور ہمسایہ جس کے ہم خیر خواہ ہیں وہ ہم سے اختلاف رکھتا ہے۔ اور وہ اِس بات پر خوش نہیں کہ ہم یہ کہتے ہیں اللہ ہمارا رب ہے اور اُس کی بادشاہت کو ہم اِس دنیا میں قائم کر دیں گے۔ پس ہم تو اُس سے نہیں لڑتے مگر وہ یہ کہتا ہے کہ تمہارا عقیدہ غلط ہے اور میں اسے ماننے کے لئے تیار نہیں۔ دوسرے لفظوں میں وہ یہ کہتا ہے کہ تم بے شک نہ لڑو میں تم سے لڑنے کے لئے تیار ہوں۔ چنانچہ اپنی پرائیویٹ مجالس اور گفتگوؤں میں وہ صاف طور پر اِس امر کا اظہار کرتے رہتے ہیں کہ پاکستان میں علماء کی حکومت قائم ہو جائے تو احمدی جماعت کو ختم کر دیا جائے گا۔

یہ میں جانتا ہوں کہ چونکہ ہماری جماعت اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ ہے اس لئے باوجود اِس کے کہ سب سے زیادہ شور میں ہی مچاتا ہوں کہ ہماری جماعت میں کئی قسم کی کمزوریاں پائی جاتی ہیں پھر بھی میں یقین رکھتا ہوں کہ جب وہ وقت آ گیا جس کی دشمن تیاری کر رہا ہے اور جو ہمیشہ الٰہی جماعتوں پر آیا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہمارے کمزوروں کو بھی طاقت عطا فرما دے گا اور وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں مرتے چلے جائیں گے۔ لیکن یہ خدا کا فضل ہوگا۔ ورنہ جہاں تک ہمیں نظر آتا ہے ہم یہ جانتے ہیں کہ ابھی ہماری جماعت میں کئی قسم کی کمزوریاں پائی جاتی ہیں۔ بعض دفعہ ایسے واقعات بھی سامنے آتے ہیں کہ ایک شخص کہتا ہے میری غیر احمدی بہن آئی اور اس نے مجھ سے رشتہ مانگا تو میں انکار نہ کر سکا۔ ایسے واقعات کو دیکھتے ہوئے خیال آتا ہے کہ شاید اِس موقع پر ہماری جماعت کمزوری دکھا جائے۔ لیکن سنتُ اللہ یہی ہے کہ انبیاء کی جماعتیں چاہے کتنی ہی کمزور ہوں جب دشمن اُن کو مٹانے کے درپے ہوتا ہے تو اُن میں طاقت آ جاتی ہے اور وہ اپنی جان دینے کے لئے تیار ہو جاتی ہیں۔ بہرحال ہمیں ان آنے والے واقعات کے لئے ابھی سے تیاری کرنی چاہیے۔ دشمن اپنی تمام تقریروں اور گفتگوؤں اور تنظیموں اور

مشوروں میں ہماری جماعت کو ختم کرنے کا فیصلہ کر چکا ہے۔اور یہ ہمارے احمدی دوستوں کی سخت غلطی ہوگی اگر وہ یہ خیال کریں گے کہ ہم تو ان کے خیر خواہ ہیں وہ ہمارے خلاف کس طرح اٹھ سکتے ہیں۔ انبیاء کی جماعتیں ہمیشہ خیر خواہ ہوتی ہیں مگر انبیاء کی جماعتوں کے خلاف ہی ہمیشہ اُن کے دشمنوں کی تلوار اٹھتی رہی ہے۔ بلکہ اَور تو اَور خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ورقہ بن نوفل سے حیران ہو کر پوچھا تھا کہ اَوَ مُخْرِجِيَّ هُمْ ۔3 کیا میری قوم مجھے نکال دے گی؟ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ورقہ نے یہی جواب دیا تھا کہ .... ☆''

(غیر مطبوعہ مواد از ریکارڈ خلافت لائبریری ربوہ)

☆ اصل مسودہ میں عبارت پڑھی نہیں جاتی۔

1: كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ ۙ وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا (البقرہ: 21)

2: قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ (المائدہ: 60)

3: صحیح بخاری کتاب بَدْءِ الْوَحی باب كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْوَحْيِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔